نقد و نظر

ایک غلط اجتہاد

حکمت قرآن کے شمارہ نومبر ۱۹۸۴ء میں جناب چودھری محمد رفیق صاحب کا مضمون قتل خطاء میں عورت کی دیت کا مسئلہ نظر سے گزرا۔ انہوں نے اپنے مضمون میں شریعت اسلامیہ کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ لیکن مضمون کے آخر میں ان سے ایک عجیب علمی غلطی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے پہلے اپنے مضمون میں قتل خطاء کے بارے میں عورت کی دیت کے نصف ہونے پر حدیث کے ساتھ اجماع بھی نقل کیا ہے اور پھر آخر میں انہوں نے لکھا ہے "البتہ موجودہ حالات میں ایک اجتہاد ممکن ہے۔ اور شریعتِ اسلامیہ میں اسکی پوری پوری گنجائش ہے اور یہی اصل قانون اسلامی ہے۔ تاہم اگر کوئی ایسی عورت قتل ہو جائے۔ جو اپنے خاندان کی واحد کفیل ہو۔ یا اس کے مر جانے سے خاندان کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا ہو تو ایسی صورت میں قاضی کو یہ اختیار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی صوابدید سے عورت کی نصف دیت کے علاوہ مزید نصف دیت تک (مرد کی دیت کے برابر) کا اضافہ کر سکے۔ اور قتل خطاء کے مرتکب فرد کی عاقلہ پر اس پوری دیت کو واجب الادا قرار دے سکے۔"

اور یہ ایک عجیب علمی غلطی ہے۔ اس لئے کہ اجماع کے خلاف اجتہاد سرے سے جائز نہیں چنانچہ علامہ تفتازانی رح تلویح میں لکھتے ہیں۔ نعم یشترط ان یعرف اقوال المجتھدین فی المسائل القیاسیۃ لئلا یقع فی مخالفۃ الاجماع صفحہ ۴۹ البتہ مسائل قیاسیہ میں اقوال مجتہدین کا جاننا ضروری ہے۔ تاکہ اجماع کا خلاف لازم نہ آئے۔ اور اس طرح یہی علامہ تفتازانی باب الاجتہاد میں لکھتے ہیں۔ وکان الاولیٰ ذکر الاجماع ایضاً اذ لابد من معرفۃ مواقعہ لئلا یخالفہ فی اجتہادہ صفحہ ۱۶۴ اور اجماع کو ذکر کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اجماع اور مواقع اجماع کی معرفت مجتہد کے لئے ضروری ہے تاکہ اجماع کی مخالفت میں نہ جائے اور حاشیہ توضیح میں ہے۔ لاجل ذالک وقع من بعض المجتھدین المخالفۃ للاجماع فرد بذالک اجتہادھم اور اسی وجہ سے جب بھی

بعض مجتہدین سے اجماع کا خلاف آیا ہے ۔تو ان کا اجتہاد مُسترد کیا گیا ہے اور نورالانوار میں ہے وانما یحتاج الیہ لان یعلم المسائل الاجماعیہ فلا یجتہد فیہا بنفسہ صہ۲۵ اور اجماع کا علم اس لئے ضروری ہے ۔تاکہ مسائل قیاسیہ کو جان لے ۔اور پھر اس میں از خود اجتہاد نہ کرے ۔اور قمر الاقمار میں ہے قولہ فلا یجتہد فیہا کیلا یفتی بخلاف الاجماع از خود اجتہاد اس لئے نہ کریگا۔ تاکہ اجماع کے خلاف فتوی نہ دے ۔

اور اس کا قیاس اور اجتہاد ایک اور اصولی قاعدہ کی رو سے بھی صحیح نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ قیاس کے لئے یہ شرط ہے کہ فرع میں نص موجود نہ ہو ۔چنانچہ صاحب نورالانوار لکھتے ہیں والرابع عدم وجود النص فی الفرع صہ۲۳۳ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ فرع میں نص موجود نہ ہو ۔اور اس شرط رابع پر صاحب منار کی تفریع کے تحت صاحب نورالانوار تحریر فرماتے ہیں ۔لانہ لا یحتاج الی القیاس مع وجود النص صہ۲۳۵ کیونکہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی کوئی حاجت نہیں ۔اور چودھری صاحب مرد کو اصل اور عورت کو فرع ٹھہراتے ہیں ۔اور عورت کو مرد پر قیاس کرتے ہیں حالانکہ عورت میں خود نص موجود ہے اور وہ وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے خود کتاب السنۃ سے حکمت قرآن کے صہ۱۵، ۱۶ پر نقل کیا ہے تو فرع میں نص کے موجود ہونیکی وجہ سے اس کا قیاس باطل ہے ۔لہذا اسکے اس قول کے لئے کہ "اور شریعت اسلامیہ میں اسکی پوری پوری گنجائش ہے" صحت کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔بلکہ یہ قول اصول فقہ سے غفلت برتنے کی وجہ سے سرزد ہوا ہے۔

اور اس کے علاوہ انکے اجتہاد کی وجہ سے اس حدیث اور اجماع کا (جو عورت کی دیت کے بارے میں ہے) تقریباً تقریباً اہمال لازم آتا ہے ۔کیونکہ آج بہت سی عورتیں مختلف قسم کی نوکریوں پر ہیں اور بعض تو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی عورتوں کے مرجانے سے خاندان کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا کرنا پڑیگا ۔اسی طرح فاحشہ عورتیں اپنے خاندان کے لئے بہت زیادہ کمائی کرتی ہیں ۔اور بعض علاقوں میں عورتیں لاکھوں روپیہ پر بیچی جاتی ہیں ۔ یہ اگرچہ شرعاً جائز نہیں ہے ۔لیکن انکا خاندان تو کہے گا ۔کہ انکے مرجانے سے ہم کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا ہوا ہے ۔لہذا محمد رفیق چودھری کے اجتہاد کے مطابق ہمارے لئے مرد کی پوری دیت واجب الاداء قرار دی جائے ۔

لہذا حدیث اور اجماع کے اندر بہت کم عورتیں رہ جائینگی اور یہ بلا دلیل تقریباً حدیث اور اجماع کا اہمال ہے۔ جو بالکل جائز نہیں۔ اور اس طرح اسکی تعلیل کے پیش نظر ایک اور مفسدہ بھی لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر ایسا مرد مر جائے جس کے مر جانے سے خاندان کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا نہ پڑتا ہو۔ بلکہ الٹا وہ خاندان پہ بوجھ ہو۔ اسکی دیت بھی مرد کی دیت کے برابر نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ نصف دیت ہونا چاہیئے۔ اور اس مفسدہ کی روسے اس کا قیاس ایک اور طریقہ سے بھی غلط ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ اس کے قیاس کی وجہ سے اصل کا حکم متغیر ہوا اور اس طرح کا قیاس غلط اور باطل ہوتا ہے۔ چنانچہ صاحب منار شرائط قیاس میں لکھتے ہیں۔ والشرط الرابع أن يبقى حكم النص بعد التعليل على ما كان قبله۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ حکم نص بعد از تعلیل علی ما کان قبلہ باقی رہیگا اور اسکے تحت صاحب نور الانوار لکھتے ہیں۔ ومعنى بقاء حكم النص ان لا يتغير عما كان عليه سوى انه تعدى الى الفرع فعمّ ص۲۳۵ بقاء حکم النص کا معنی یہ ہے کہ حکم کے حالات سابقہ میں کوئی تغیر نہ آجائے۔ بغیر اسکے کہ وہ فرع کو متعدی ہو کر عام بنا اور یہ سب کچھ میں نے اس بنیاد پر لکھا کہ اس بات کو علت تسلیم کیا جائے کہ عورت کی ہلاکت خاندان کے لئے اتنی مالی پریشانی کا باعث نہیں بنتی جتنا کہ مرد کی ہلاکت، لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ علت نہیں یہ حکمت ہے۔ جیسا کہ چودھری صاحب نے خود اس کا اقرار کیا ہے اور علت و حکمت میں فرق واضح ہے۔ علت پر حکم کا مدار ہوتا ہے۔ حکمت پر حکم کا مدار نہیں۔ نیز یہ حکمت بھی ایسی ہے۔ جس کا ثبوت کہیں بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔

لہذا اس غیر منصوص حکمت کو علت ٹھہرا کر ایک ایسی اصولی غلطی کی ہے جسکو ذی عقل اور صاحب علم انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

حررہ سیف اللہ عفا اللہ عنہ استاذ جامعہ ارشادیہ بائی تحصیل ٹانک
ڈیرہ اسماعیل خان